باب۔16

اسلام ایک امن پسند مذہب

☆ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ - اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَـٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ -

ترجمہ: دین میں زبردستی نہیں۔ ہدایت کا راستہ ضلالت کے راستے سے ممتاز ہو چکا ہے۔ پھر جو باطل پرستی چھوڑ دے اور اللہ پر ایمان لائے تو اس نے (نجات کا) مضبوط حلقہ پکڑ لیا۔ خدا کی یہ رسی بڑی مضبوط ہے، اور اللہ سب کچھ سنتا ہے۔ اللہ ایمان والوں کا والی ہے، وہ انھیں ظلمتِ کفر سے نکالتا ہے اور نورِ ہدایت کی طرف پہنچاتا ہے، اور جو کافر ہیں ان کے والی اور ولی شیطان اور شیطان صفت ہیں جو انھیں نور سے نکالتے ہیں اور ظلمت کی طرف پہنچاتے ہیں، یہ لوگ دوزخی ہیں اور ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیں گے۔ (سورۃ البقرہ: آیت 256 اور 257)

صاحبو! دشمنانِ اسلام نے ایک غلط فہمی یہ پھیلا رکھی ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ یہ لوگ غلط پروپیگنڈہ کے عادی ہیں۔ یہ سفید جھوٹ کہنے سے نہیں ڈرتے۔ ان کے ضمیر پر تعصب کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ حق و باطل میں ان کو تمیز نہیں۔ کوئی ذرا قرآن کی آیتوں پر غور کرے۔ وہ تو فرماتا ہے، لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ، دین میں کوئی جبر و زبردستی نہیں۔ اور وہ فرماتا ہے، أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ کیا تم لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کروگے؟ (سورۃ یونس: آیت 99)۔ نہیں ہرگز نہیں۔

دین کے لیے زبردستی کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔ یہاں تو جو لوگ امن و امان اختیار کرکے باوجود کفر و شرک کے مسلمانوں کی پناہ لیتے ہیں تو ان کی حفاظت کا ذمّہ مسلمانوں کا ہو جاتا ہے۔ ان کے حقوق کی حفاظت مسلمان کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایسے فوجی جو اگرچہ کہ مسلمانوں سے جنگ کرنے والوں میں سے ہوتے ہیں لیکن وہ چند روز کے لیے بھی امن لے کر مسلمانوں کے ملک میں آتے ہیں تو ان کو اللہ نے امن دینے کا حکم دیا ہے وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ یعنی اگر کوئی مشرک تمھاری پناہ لینا چاہے تو تم اس کو پناہ دو (سورۃ التوبہ: آیت 6)۔

Siddiqui Publications

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ، یعنی اور ہم نے تم کو رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجا ہے،(سورۃ الانبیاء: آیت 107)۔ غور تو کرو! کیا اُس رحمتہ للعالمینؐ نے اپنے اِس دین کو بزورِ شمشیر پھیلایا جو فرماتا ہے "جس نے ابوسفیان کے گھر میں پناہ لی اس کو امن ہے۔ جس نے مسجد حرام میں پناہ لی اس کو امن ہے۔ جس نے اپنے گھر کے دروازے بند کر لئے اس کو امن ہے"۔ کیا اُس رحمتہ للعالمینؐ نے زبردستی دین پھیلایا ہے کہ جس کی تمام لڑائیوں میں مسلمانوں کی طرف سے کُل تقریباً 250 آدمی اور کافروں کے 300 یا 400 آدمی مارے گئے ؟ رحمتہ للعالمینؐ نے تو حکم دیا۔ "عورتوں کو نہ مارو۔ بچوں کو نہ مارو۔ بوڑھوں کو نہ مارو۔ گرجوں اور مندروں میں رہنے والوں کو نہ مارو۔ جو لڑنے جھگڑنے والے نہیں، کشت و خون کرنے والے نہیں ان پر رحم کرو۔ ان کو چھوڑ دو"۔

اب ذرا اِس زمانے کی حالت پر بھی غور کرو۔ لاکھوں بے گناہ شہریوں پر براہ راست بمباری ہو رہی ہے۔ قسم قسم کے آتشیں اسلحے استعمال کیے جا رہے ہیں۔ رحم کا نام نہیں۔ نہ بچوں پر، نہ عورتوں پر، نہ بوڑھوں پر۔ کسی پر رحم نہیں آتا۔ اِس زمانے میں نہ مسجدوں کی کوئی حرمت ہے، نہ گرجوں کی، نہ مندروں کی۔ شہر کے شہر تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، خشکی اور تری دونوں میں فساد پھیل گیا ہے،(سورۃ الروم: آیت 41)۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ تاریخ کے صفحات پلٹو۔ صلیبی یعنی crusade لڑائیوں میں کیا کیا مظالم مسلمانوں پر نہیں توڑے گئے۔ ان جنگوں میں کفّار، جو اپنے کو مجاہد کہتے تھے، ان کے گھوڑے مسلمانوں کے خون میں تیرتے تھے۔ مگر اُس زمانے کے نامور سلطان، صلاح الدین نے ان ظالموں سے کیسا نیک سلوک کیا، یہ زمانہ جانتا ہے۔ تاریخ شہادت دیتی ہے۔ اگر ان پروپیگنڈہ کرنے والوں کے دلوں میں ذرا بھی سچائی موجود ہو تو ایسے جھوٹے الزام لگانے کی جرأت نہ کریں۔ مگر افسوس کہ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ،(سورۃ البقرہ: آیت 257)۔ ان کے دل میں صداقت ہی نہیں ہے تو ان کی زبان سے سچی بات کیوں کر نکلے گی۔۔۔!

اِن لوگوں نے لفظ جہاد کو بھی ایک ہوّا بنا دیا ہے۔ جَهَدَ، يَجْهَدُ، جَهْدًا ،(کوشش کرنا)۔ جَاهَدَ يُجَاهِدُ، مُجَاهَدَةً، جِهَادًا،(باہم مل کر کوشش کرنا)۔ قوم کی تعلیم کے لیے کوشش کرنا بھی جہاد ہے۔ اصلاحِ اخلاق وعادات کرنا بھی جہاد ہے۔ تہذیبِ نفس کرنا اور نفس کو بُری باتوں سے روکنا بھی جہاد ہے بلکہ جہادِ اکبر ہے۔ اسلامی جنگ، تہذیب اور امن قائم کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ امن پسند یا حق پرست لوگوں کے ہاتھ سے شریروں اور مفسدوں کو دفع نہ کیا جاتا تو روئے زمین تباہ ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا، یعنی اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور ڈھا دی جاتیں خانقاہیں راہبوں کی، گرجے

نصرانیوں کے ، کلیسے یہودیوں کے ، اور مسجدیں مسلمانوں کی جس میں بہ کثرت نامِ خدا لیا جاتا ہے ،(سورۃ الحج: آیت 40)۔ دیکھیں اس آیت سے نہ صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ جنگ یا جہاد، امن برقرار رکھنے کے لیے کیا جاتا ہے بلکہ دوسری طرف یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب اور عبادت گاہوں کو بھی برقرار رکھنا چاہتا ہے۔

ان کفار کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ غیر مسلموں سے جزیہ کیوں لیا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں سے کیوں نہیں؟۔۔۔ اس کا صاف جواب یہ ہے کہ مسلمانوں سے زکواۃ لی جاتی ہے اور غیر مسلموں سے جزیہ۔ یہ جزیہ کیا ہے؟ یہ وار فنڈ (war fund) ہے۔ جو لوگ جنگی خدمات نہیں ادا کرتے، امن و امان قائم کرنے کی کوشش نہیں کرتے ان سے یہ ٹیکس لیا جاتا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ ابن جراحؓ نے اُن ذمیوں کا جزیہ واپس کر دیا تھا جن کی وہ حفاظت نہیں کر سکتے تھے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ جزیہ کے لفظ میں کراہت کی کیا بات ہے اور وار فنڈ کے لفظ میں کیا خوبی ہے کہ جزیہ کے لفظ سے چراغ پا ہو جاتے ہیں اور وار فنڈ سے خوش۔ حالانکہ دونوں کا مقصد ایک ہی ہے۔

ان لوگوں کو غلامی کے لفظ سے بھی دھوکا ہوتا ہے۔ اس سے اُن کا خیال روم کے غلاموں اور افریقہ کے غلاموں کی طرف جاتا ہے۔ مگر اسلام ان مظالم سے پاک ہے۔ دراصل اسلام میں غیر تعلیم یافتہ و غیر تربیت یافتہ لوگ، تربیت یافتہ لوگوں کی زیرِ نگرانی دے دیئے جاتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ان کے لیے یہ بھی حکم ہے کہ اس دوران ان غلاموں یا غیر تربیت یافتہ افراد کو وہی کچھ کھلائیں جو وہ خود کھاتے ہیں۔ وہی پہنائیں جو خود پہنتے ہیں۔ کام لیں تو خود بھی ہاتھ بٹائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت میں بھی یہی وصیت فرمائی کہ باندی غلاموں یا غیر تعلیم یافتہ اشخاص کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے۔

اسلام کا حکم ہے،فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ ، کچھ لے کر ان کے لیے آزادی لکھ دو اگر ان میں خیر کے آثار پاؤ ،(سورۃ النور : آیت 33)۔ یعنی اگر یہ تعلیم و تربیت یافتہ اور خوش کردار ہو جائیں تو ان کو خدا کے دیئے ہوئے مال سے تم بھی تو کچھ دو۔ دراصل عام لوگوں کو لفظ غلام سے دھوکا ہو رہا ہے۔ اسلامی غلامی اور چیز ہے اور غیر مسلموں کی غلامی الگ بات۔ اسلامی غلام تو بادشاہ بھی ہو چکے ہیں۔ جب کہ اِس زمانے کے غلام تو آزاد ہو کر بھی ہیں وہی غلام کے غلام۔۔۔!

وہ لوگ جو اسلام کے بہ زورِ شمشیر پھیلنے کا دعویٰ کرتے ہیں ذرا خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہیں کہ کیا غلاموں میں مسلم اور غیر مسلم دونوں قسم کے غلام نہ تھے۔۔۔؟ اگر اسلام میں ایسی زبردستی ہوتی تو کوئی کافر زندہ نہ رہتا۔ یا کوئی اپنے مذہب پر برقرار نہ رہتا۔ جان لو کہ حقائق الگ چیز ہیں اور جھوٹے پروپیگنڈے الگ بات۔

{ حوالہ تفسیر صدیقی - پارہ 3 صفحہ 10 تا 17 اور پارہ 17 صفحہ 53، 54 }

متفرقات۔Miscellaneous

☆ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ - (سورۃ التوبہ: آیت 119)

ترجمہ: مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور راست بازوں کے ساتھ رہو۔

مسلمانو! اس آیت پر غور کرو۔ صادقین کے ساتھ رہنا ہمارا فرض ہے۔ اچھوں کی معیت یعنی ان کا ساتھ کئی طرح سے ہو سکتا ہے۔ عمل میں ان کی تقلید کرنا، جو عقیدہ ان کا ہے وہی اختیار کرنا، ان کے خیال میں اور ان کی دُھن میں رہنا، معیت ہے۔ سچوں سے محبت رکھنا بھی داخلِ معیت ہے۔ صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسدی معیت بھی حاصل تھی۔ ہم کو اعتقادی، خیالی اور کئی قسم کا ساتھ حاصل ہو سکتا ہے۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ ، یعنی اللہ ان کو عذاب نہیں کرتا جب تک تم ان میں ہو، (سورۃ الانفال: آیت 33)۔ جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ہے، تصور ہے وہ بھی أَنتَ فِيهِمْ میں داخل ہے۔ جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کندہ ہو وہ ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔ یاد رکھو! کوئی اپنے دوست کے البم کو نہیں جلاتا۔

نہیں نقدِ عمل کچھ بھی میرے جیب و گریباں میں
مگر دل میں ہیں یارب تیرے محبوبوں کی تصویریں

{ حوالہ تفسیر صدیقی - پارہ 11 صفحہ 27 اور 28 }

صاحبو! اپنی صورت شکل، اخلاق و عادات، طرز زندگی پر غور کرو کہ یہ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی پیروی میں ہے یا الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ اور الضَّالِّينَ کی اتباع میں۔ تم اب اللہ کا نام لیتے ہو تو مائی گاڈ کہتے ہو۔ تم تو سید سلطان کی جگہ ایس سلٹن اور غلام محمد کی بجائے جی، ایم کہتے ہو۔ چند روز پہلے نام کے تو مسلمان تھے اب تو نام کے مسلمان بھی کم ہوتے جا رہے ہیں۔

{ حوالہ تفسیر صدیقی - سورۃ الفاتحہ صفحہ 45}